السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ دریں مسئلہ کہ تین رکعت وتر کی صحیح وراجح صورت کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمدللہ رب العلمین اکثر روایات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تین رکعت وتر پڑھنا ثابت ہے۔ اخرج النسائی عن ابی بن کعب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأفی الوتر بسبح اس ربک الاعلی وفی الرکعة الثانیة بقل یا ایھا الکافرون وفی الثالثیة بقل ھواللہ احد ولایسم الافی اخرھن قال الشوکانی فی نیل الاوطار (ص ۲۹ جلد ۳) الحدیث رجالہ ثقات الاعبد العزیز وھو مقبول وحدیث الباب یدل ایضا علی مشروعیة الایتار بثلاث رکعات متصلة۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ (پ ۳۰) دوسری میں سورہ کافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اور (تینوں رکعتیں) ایک ہی سلام سے پڑھا کرتے تھے۔

ایک معتبر روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: لاتوتروا بثلاث اوتروبخمس اوسبع لاتشبھوا الصلوٰة المغرب (اخرجہ الدار قطنی) ورواتہ کلھم ثقات واخرج محمد بن نصر المروزی (فی قیام اللیل ص ۱۲۵) من طریق عداک بن مالک عن ابی ھریرة مرفوعاً وموقوفاً لاتوتروا بثلاث تشبھو بصلوٰة المغرب صححہ الحاکم وابن حبان والعراقی وسکت علیہ الحافظ (فتح الباری ص ۵۳۶) و (شوکانی نیلاالاوطار ۲ ص ۲۸۱) وقال الحاکم ھذا صحیح علیٰ شرط الشیخین واخرجہ یضا مجدالدین الفیروز اٰبادی فی سفر السعدة واشارالی صحتہ الحافظ ابن القیم فی الاعلام (ص ۲۵۹ ج ۱)

یعنی تین وتر نہ پڑھو۔ پانچ یا سات پڑھو، نماز مغرب سے مشابہ نہ کرو۔

یہ حدیث بہ حیثیت مجموعی صحیح ہے، بہت سے محققین اور فحول علماء اس کی صحت کی تائید میں ہیں چوں کہ بادی النظر میں پہلی روایات اور اس روایات میں تعارض معلوم ہوتا ہے لہذا محدثین کرام نے اس میں تطبیق دینی چاہی کہ تعارض بالکل نہ رہے۔

فرمان واجب العمل والاذعان پر ایک گہری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مشابہ نماز مغرب سے منع فرمایا ہے۔ پس ایسی صورت میں کہ جس سے مشابہت نہ رہے، نہی وارد نہیں ہو سکتی، علامہ ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ اگر وتروں میں درمیان کا التحیات (جو آج کل مروج ہے) نہ پڑھا جائے اور صرف ایک ہی تشہد پر اکتفا کیا جائے تو پھر نماز مغرب سے مشابہت نہیں رہتی اور یہی دونوں طرف کی روایات کا مطلب ہے، سبل السلام شرح بلوغ المرام ص ۱۳۵ جلد اول میں ہے۔ وقد جمع بینھما الحافظ (فی فتح الباری ص ۵۳۶ جلد نمبر ۱) بان النھی عن الثلاث اذاکان یقعد تشھد الاوسط لانہ یسبہ المغرب واما اذالم یقعد الافی اخرھا فلایشبہ المغرب وھو جمع حسن۔

یعنی جب (تین رکعت وتر) دو تشہد سے پڑھے جائیں اس وقت تینز رکعت وتر منع ہیں۔ (اور یہی مطلب حدیث دار قطنی وغیرہ کا ہے) اور جب ایک ہی تشہد سے پڑھے جائیں اس وقت کوئی حرج نہیں۔ (اور یہی روایات ثابتہ کا مطلب ہے)

مرفوع حدیث:

حافظ صاحب ممدوح کی اس تقریر کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی موجود ہے، جس میں تصریح ہے۔ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تین رکعت وتر کی نماز ایک ہی (یعنی آخری) تشہد (التحیات) سے ہوا کرتی تھی۔ (فتح الباری جلد نمبر ۱ ص ۵۳۶)

قال فی سبل السلام (ص ۱۳۵ جلد ۱) وقد ایدہ حدیث عائشة عند احمد والنسائی والبیھقی والحاکم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لایجلس الافی اٰخرھن ولفظ احمد کا نیوتر بثلاث لایفصل بینھن ولفظ الحاکم لایقعد۔ انتھی ملخصاً و حدیث عائشة ھذا اوردہ الذرقانی فی شرح المواھب وصاب السبل فی حاشیة زادالمعاد (فتاوٰی نذیریہ جلد نمبر ۵۳۶) واوردہ ایضاً الذھبی فی تلخیصہ المستدرک وسکت علیہ وسکوتہ دال علی تصیحہ اور تحسینہ وبالجملة ھذہ القرائن تدل علیٰ کون ھذہ الروایة فی النسخ الصحیح للمستدرک واللہ تعالیٰ اعلم۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر صرف ایک ہی تشہد سے پڑھا کرتے تھے اور درمیان تشہد میں نہیں بیٹھتے تھے۔

ایک قرینہ:

تین رکعت وتر کو ایک ہی وتر سے پڑھنے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ بعض صحابہ جن سے تین رکعت وتر سے نہی ثابت ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رکعت کے راوی ہیں۔ جیسے حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ (ملاحظہ ہو صحیح مسلم صفحہ ۲۵۴ جلد نمبر ۱) تو معلوم ہوا کہ انہوں نے انہی تین رکعت وتر سے منع کیا ہے جو نماز مغرب کے مشابہ ہوں (یعنی دو تشہد سے ادا کیے جائیں) اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اثر سے بھی ہوتی ہے جو محلی میں ہے۔ عن ابن عباسؓ انہ قال الوتر کصلوٰة المغرب الاانہ لایقعد الافی الثالثة (ص ۴۶ ج ۳)

سلف کا مسلک:

بہت سارے سلف سے بھی بالتصریح مروی ہے کہ وہ تین رکعت وتر کو ایک ہی تشہد سے ادا کیا کرتے تھے۔۔۔۔۔ حضرت فاروق اعظم بھی ایک ہی تہشد سے تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد صفحہ ۵۳۵ جلد نمبر ا میں ہے۔

وقد فعلہ السلف ایضا فروی محمد بن نصر (قیام اللیل ص ۱۲۲) من طریق الحسن ان عمر بن الخطاب کان ینھض فی الثالثۃ من الوتر بالتکبیر یعنی اذا قام من سجودہ لرکعۃ الثانیۃ قام مکبرا من غیر جلوس للتشھد یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتروں میں دوسری رکعت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سیدھے کھڑے ہو جایا کرتے اور تشہد کے لیے نہیں بیٹھتے تھے۔ حضرت طاؤس، حضرت عطاء ایوب وغیرہ کا بھی یہی عمل تھا۔ قیام اللیل ص ۱۲۳ میں ہے۔ عن طاؤس انہ کان یوتر بثلاث لایقعد بینھن یعنی حضرت طاؤس تین وتر پڑھا کرتے تھے اور درمیان کا (التحیات) نہیں بیٹھتے تھے۔

وعن عطاء انہ کان یوتر بثلاث رکعات لایجلس فیھن ولا یتشھد الافی اٰخرھن۔ یعنی حضرت عطاء تین رکعت وتر کے درمیان نہ بیٹھتے تھے نہ التحیات پڑھتے تھے۔

وقال حماد کان ایوب یصلی بنافی رمضان وکان یوتر بثلاث لایجلس الافی اٰخرھن۔ یعنی حضرت عطاء تین رکعت وتر کے درمیان نہ بیٹھتے تھے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ تین رکعت وتر ایک ہی تشہد سے پڑھتے مسنون ہیں اور تین رکعت وتر دو تشہد سے کسی حدیث رفوع، صریح، صحیح یا حسن سے ثابت نہیں۔ باقی رہا اقوال وافعال صحابہ سے استناد واستدلال سوال میں اولاً تو دو تشہد کی صراحت کا ثبوت مشکل ہے کیوں کہ صرف مثلیت نماز مغرب سے تو دو تشہد ثابت نہیں ہو سکتے۔ لاحتمال ان یکون التشبیۃ فی العدد او عدم التسلیم (اور اس احتمال کی بناء پر کہ ان کے اقوال میں مثلیت عدد میں مراد ہو، یا عدم تسلیم۔

ثانیاً افعال واقوال صحابہ خلاف مرفوع بالاتفاق حجت نہیں ہیں۔ ثالثاً۔ جن صحابہ سے یہ صورت مروی ہے ممکن ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین وتر سے منع کی حدیث نہ پہنچی ہو۔ قال الحافظ فکانھم لم یبلغھم النھی المذکور (فتح الباری جلد نمبر ا ص ۵۳۶ طبع انصاری)

تطبیق کا دوسرا طریقہ:

ہاں اگر دو تشہد سے تین وتر پڑھے جائیں تو دو سلام سے، چنانچہ بعض محدثین نے مذکورہ بالا احادیث میں یوں بھی تطبیق دی ہے۔ امام محمد بن نصر مروزی جو امام احمد کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ان کا عندیہ بھی یہی ہے ان کے نزدیک متصل تین رکعت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچیں۔ قیام اللیل میں ہے۔ لم نجد عن النبی خبرا ثابتاً صریحاً انہ اوتر بثلاث موصولۃ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۳۱) اور اکثر شوافع نیاسی کو ترجیح دی ہے۔ شرح مہذب میں امام نووی فرماتے ہیں واذا اراد الایتان بثلاث رکعات ففی الافضل اوجہ الصحیح ان الافضل ان یصلیھا مفصولۃ بسلامین لکثرۃ الاحادیث الصحیحۃ فیہ والیہ ذھب الامام احمد یعنی جب تین ہی رکعت وتر کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ دو سلام ہوں اس لیے کہ زیادہ حدیثیں اسی طرح کی ہیں۔ اس کی دلیل میں یہ دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ عن ابن عمرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفصل بین الوتر والشفع بتسلیمۃ ویسمعناھا رواہ احمد وابن حبان وقواہ احمد (تلخیص الحبیر ص ۱۱۷) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور اس کے قبل کی دو رکعتوں کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ کر لیا کرتے تھے۔

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی الحجرۃ وانا فی البیت فیفصل عن الشفع والوتر بتسلیم یسمعناہ اخرجہ احمد وفیہ انقطاع لکن یکفی للتائید۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں وہ سلام اپنے کمرے میں سنتی تھیں۔

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 3 ص 189-192

محدث فتویٰ